شرعی عائلی قوانین پر عمل کرنے کے بارے میں
مسلمانوں کا غیر جانبدارانہ احتساب

اور

دعوتِ فکر و عمل

[وہ تقریر جو آل انڈیا مسلم پرسنل لا کانفرنس منعقدہ کلکتہ کے موقعہ پر
۷ اپریل ۱۹۸۵ء کو شام میں شہید مینار میدان میں مسلمانوں کے
عظیم الشان جلسۂ عام میں کی گئی]

از

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
(صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

آفس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
خانقاہ رحمانیہ مونگیر (بہار)

بارِ اوّل

۱۴۰۵ھ ـــــ ۱۹۸۵ء

کتابت ـــــ ظہیر احمد کاکوروی
طباعت ـــــ لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)
صفحات ـــــ ۲۴
قیمت ـــــ ایک روپیہ

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی
مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

طابع و ناشر

آفس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
خانقاہ رحمانیہ۔ مونگیر۔ بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

۶، ۷ اپریل ۱۹۸۵ء کو کلکتہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے مسلمانانِ کلکتہ کی دعوت پر ایک عظیم الشان آل انڈیا کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے مؤقّر ارکان، اور کلکتہ کے ممتاز ملّی و دینی کارکنوں کے ماسوا ہندوستان کے چیدہ و برگزیدہ علمائے دین، مسلم جماعتوں و تنظیموں کے سربراہ، اہم مدارس عربیہ کے ذمہ دار، ملک کے دانشور اور مسلمان ماہرین قانون کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی، بورڈ کے اجلاس منعقدہ ۶ اپریل ۱۹۸۵ء کو مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی نے بحیثیت صدر بورڈ کے زبانی خطبہ ارشاد فرمایا جو اُس وقت ریکارڈ کر لیا گیا تھا، کسی قدر تاخیر کے ساتھ وہ کیسٹ سے نقل کر کے "مسلم پرسنل لا کی صحیح نوعیت و اہمیت" کے عنوان سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے آفس خانقاہ رحمانیہ مونگیر بہار کی طرف سے حال میں شائع کر دیا گیا ہے، اور وہ پرسنل لا بورڈ کے مرکزی دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے، اس خطبہ میں مسئلہ کے اصولی اور بنیادی پہلو

آ گئے ہیں، اور مسلم پرسنل لا کے متعلق غلط فہمیوں کا پس منظر، ان کی نفسیات، الٰہی و آسمانی قانون و دنیاوی انسانی قانون کے نازک فرق اور یکساں سول کوڈ کے ملکی اتحاد کی راہ میں غیر مؤثر و غیر منطقی ہونے کو بڑی وضاحت و قوت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اجلاس کے آخری دن ۷ / اپریل ۱۹۸۵ء کو شہید مینار کلکتہ کے وسیع میدان میں سہ پہر کو عام اجلاس ہوا جس میں محتاط اندازے کے مطابق پانچ لاکھ کا مجمع تھا، مولانا نے اس اجلاس میں (جس میں مسلمانوں کی وہ عظیم ترین تعداد تھی، جو عرصہ سے کسی جلسہ میں دیکھنے میں نہیں آئی، اور سارا مجمع گوش بر آواز تھا) خالص مسلمانوں کو مخاطب کیا، ان کا بے لاگ، بیباکانہ طریقہ پر احتساب کیا اور ان کو بتایا کہ ان سے خود اپنے مقدس عائلی قانون پر (جو خدا کا نازل کیا ہوا اور خدا کے پیغمبر کا پیش کیا ہوا ہے، اور جو سراسر کتاب و سُنّت پر مبنی ہے) عمل کرنے میں کتنی کوتاہیاں اور قانون شکنیاں ہو رہی ہیں، انھوں نے کتنے جاہلی رسوم اور غیر اسلامی قانون و رواج اختیار کر رکھے ہیں، اور وہ اپنے غیر اسلامی ماحول اور معاشرہ سے کتنے متاثر ہوئے ہیں، مولانا نے ان کو خود اپنا غیر جانبدارانہ احتساب کرنے اور (مولانا کے الفاظ میں) "اپنے گھروں میں عدالتیں قائم کرنے، اپنا خود جائزہ لینے، اور اپنے خلاف خود فیصلہ کرنے کی دعوت" دی، اور بتایا کہ الٰہی قانون پر عمل نہ کرنے اور اپنے خالق و مالک کی بندگی اور طاعت میں کوتاہی اور سرتابی کرنے کے اثرات کس کس شکل میں ظاہر ہوتے ہیں،

اور اس سے اس ملّت کی بے وزنی، بے اثری اور کیسی کیسی مشکلات وجود میں آتی ہیں، یہ ایک داعی حق کی جس کے سامنے اسلاف کا اسوہ ہے صدائے احتجاج اور زخمی دل کی کراہ، اور اپنے ہم ملّت افراد سے دردمندانہ شکایت اور مخلصانہ مشورہ اور استدعا ہے، جو ہر طرح بروقت و برمحل ہے کہ ہمارے ملک کا مسلم معاشرہ اس وقت اندرونی طور پر خطرناک قسم کے امراض اور کمزوریوں کا شکار ہے، اور اس کو بے لاگ احتساب اور اظہار حق کی ضرورت ہے، چونکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کا اوّلین و بنیادی مقصد خود مسلم معاشرہ کی اصلاح اور معاشرت و تمدّن اور عائلی زندگی کے الٰہی قوانین پر عمل کی دعوت ہے، یہ ہر دور کے علماء، نائبین رسول اور حاملین و شارحین شریعت کا فرض منصبی ہے، اس لئے اس تحریر کو کیسٹ سے نقل کر کے طبع کیا جا رہا ہے، امید ہے کہ وسیع سے وسیع تر پیمانہ پر اس کی اشاعت کی جائیگی، مساجد و مجالس میں اس کو سنایا جائیگا، اور ملک کی علاقائی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے اس کو مسلمانوں کی بڑی سے بڑی تعداد تک پہونچانے کی کوشش کی جائیگی۔

اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اجلاس عام عصر بعد شروع کیا گیا تھا متعدد علماء و زعماء نے تقریریں کیں، درمیان میں نماز مغرب کا وقت آگیا، سارے مجمع نے مولانا کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی لیکن جلسہ میں کوئی انتشار پیدا نہیں ہوا، اور مجمع میں کوئی کمی نہیں آئی، یہ بات بہت کم دیکھنے میں آئی ہے، اور اس سے مجمع کی

سنجیدگی اور مقصد کی عظمت واہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، افسوس ہے کہ غیر مسلم (انگریزی، ہندی) پریس نے حسب عادت اس عظیم جلسہ کو نظر انداز کیا، اور بعض مقامی اخباروں میں اگر خبر آئی بھی تو ان الفاظ میں کہ "مجمع میں کئی سو آدمی تھے" یہ بات جہاں ان اخبارات کی غیر ذمہ دارانہ روش کی غماز ہے، وہاں ملک و حکومت کے ساتھ بدخواہی پر بھی دال ہے جس سے ملک کے حقیقی مسائل اقلیتی فرقوں کے جذبات واحساسات اور احتجاجی و تعمیری جلسوں کے حجم ورقبہ کو بھی چھپایا جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے وہ صحیح رائے قائم کرنے اور دانشمندانہ اور جرءت مندانہ قدم اٹھانے سے قاصر رہتے ہیں، اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ملت اسلامیہ کو انگریزی و ہندی اخبارات کے ذریعہ باشندگان ملک اور ذمہ دارانہ حکومت تک اپنی بات پہونچانے کی کس قدر ضرورت ہے۔

نیاز احمد

آفس سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ

یکم ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ
۲۰ جولائی ۱۹۸۵ء

شرعی عائلی قوانین پر عمل کرنے کے بارے میں مسلمانوں کا غیر جانبدارانہ احتساب

اور

دعوتِ فکر و عمل

حضرات! اس وقت ہندوستان میں رہ رہ کر مسلم پرسنل لا یعنی مسلمانوں کے عائلی قانون میں آئین سازی کے ذریعہ مداخلت کا مسئلہ اٹھتا رہتا ہے، اور ملک کے مختلف حصوں سے آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں، غیر مسلموں کی طرف سے بھی (جن سے ہمیں کچھ زیادہ شکایت نہیں) مسلمانوں کے ترقی و تجدد پسند PROGRESSIVE طبقہ کی طرف سے بھی۔

اس کے بہت سے اسباب بیان کئے جا سکتے ہیں، اور وہ صحیح ہوں گے، لیکن میں ایک مذہبی انسان ہونے کے ناتے نیز مذہب کے طالب علم اور قرآن و سیرت کا مطالعہ کرنے والے انسان کی حیثیت سے اس کا کچھ اور سبب سمجھتا ہوں، کسی بزرگ کا مقولہ ہے کہ "جب مجھ سے اپنے مالک، اپنے خدا کے معاملہ میں کوئی کوتاہی

ہوتی ہے، میرے رات کے معمولات میں فرق آتا ہے، جس وقت میں اٹھتا ہوں، جتنی رکعتیں پڑھتا ہوں، خدا کو جس طرح یاد کرتا ہوں، اس سے دعا کرتا ہوں، اس کے سامنے روتا دھوتا ہوں، اس میں جب کوئی کمی ہو جاتی ہے تو میں فوراً اس کا نتیجہ دیکھ لیتا ہوں! اس کا نتیجہ کیا دیکھتا ہوں؟ یہ کہ میرے ملازمین میری بات اس خوش دلی کے ساتھ نہیں مانتے جس طرح پہلے مانا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب میں سواری پر بیٹھنے لگتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ گھوڑا اس طرح اپنی پیٹھ نہیں جھکاتا اور اس طرح مجھے قبول نہیں کرتا جیسے وہ ہمیشہ قبول کرتا رہا ہے، میں سمجھ جاتا ہوں کہ میں نے اپنے مالک کے حق میں کوتاہی کی، تو یہ جن کو اللہ نے میرے اختیار میں دیا ہے مجھ سے سرتابی کر رہے ہیں، مجھے سبق دے رہے ہیں، میرے چٹکی لے رہے ہیں کہ تم نے اپنے آقا کے معاملہ میں کوتاہی کی، تم تو ہمارے آقائے مجازی ہو، ہم تمھارے معاملہ میں کوتاہی نہیں، سرتابی کریں گے" کتابوں میں ان کے الفاظ بعینہ نقل کئے گئے ہیں، أعرف ذلك في خُلُق دابّتي وخدمي (مجھے اپنی اس کوتاہی کی نحوست، اپنے جانوروں اور ملازمین کے طرز عمل میں نظر آجاتی ہے)۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ عظیم مجمع جس تعداد کی نمائندگی کرتا ہے، اس تعداد کو چھوڑ دیجئے، وہ ساڑھے سات کروڑ ہے کہ پندرہ کروڑ، میں صرف اس مجمع کو سامنے رکھتا ہوں، میں کہتا ہوں کہ اس ملت کے افراد کتنی بڑی تعداد میں بھی ہوں، اور کس ذوق و شوق کے ساتھ اپنے علماء کی باتیں، خادمان دین کی باتیں سننے کے لئے

جمع ہوں کسی کو خیال بھی نہ آتا (جرأت کرنا تو الگ ہے) کہ ان کے پسندیدہ، ان کے برگزیدہ اور ان کے مقدس قانون میں مداخلت کی جائے کسی واقعہ کے کچھ اسباب ظاہری ہوتے ہیں، جن کو ظاہری آنکھیں دیکھتی ہیں، کچھ اسباب غیبی ہوتے ہیں جن کو قرآن مجید، سُنّتُ اللہ، اسوۂ رسولؐ و سیرت النبیؐ کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جرأت بار بار اس لئے ہو رہی ہے کہ ہم سے اللہ کے اس مُقرّر کئے ہوئے مُقدّس قانون کی پابندی میں اور اس پر عمل کرنے میں شدید کوتاہی ہو رہی ہے، ہم اس قانون کو اپنے گھروں میں توڑ رہے ہیں، اپنے خاندانوں میں توڑ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کہیں ہمیں اس کی یہ سزا نہ دے کہ وہ قانون پھر قانونی طور پر توڑا جائے، یہ خدا کے طریقے ہوتے ہیں، وہ کبھی براہ راست سزا دیتا ہے، کبھی اپنی مخلوقات اور اپنے بندوں کے ذریعہ سزا دلواتا ہے، یہ عناصر اربعہ، یہ بحر و بر، یہ خشکی و تری، یہ موسم اور طاقتیں جو اس کائنات میں کام کر رہی ہیں (وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) یہ سب خدائی لشکر ہیں، پہلے ہم اس قانون کی حرمت اور اس قانون کا احترام اپنے گھروں میں کریں، زوجین اپنے آپس میں کریں، میاں بیوی اپنے تعلقات اور ان حقوق و فرائض میں کریں جو ان پر عائد ہوتے ہیں، ترکہ و میراث کے قانون میں اس کا احترام کریں، اس کی پابندی کریں، نکاح و طلاق کے مسائل میں اس پر عمل کریں، پھر کسی کی مجال نہیں کہ دنیا میں وہ اس قانون کو چیلنج کر سکے، گردنیں جھک جائیں گی اور ساری دنیا

سراگندہ ہوجائے گی بلکہ اس کو شوق ہوگا کہ وہ آپ کے قانون پر چلے۔

لیکن جب ہم اس قانون کو اپنے گھر میں توڑیں گے تو پھر دوسروں سے توقع نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے قانون کا احترام کریں، آج آپ اپنا جائزہ لیجئے، دیانتدارانہ جائزہ لیجئے، اپنے خود آپ محتسب بنئے، اور اپنے لئے اپنے گھروں میں عدالتیں قائم کیجئے، اپنے مقدمے خود دائر کیجئے، آپ ہی مدعی بنئے آپ ہی مُدّعا علیہ بنئے، اور دیکھئے کہ کتنے خدائی قانون ہیں، کتنے قرآن مجید کے منصوصات اور قطعیات ہیں، جن میں دنیائے اسلام کے دو عالموں کے درمیان بھی اختلاف نہیں، ان کو آپ کس طریقہ سے نظر انداز کر رہے ہیں، آپ نے اپنی بہنوں کو ان کے والدین کی میراث (ترکہ) سے ان کا حصہ دیا؟ آپ نے نکاح وطلاق کے حق کو اس طرح استعمال کیا جس طرح اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے؟ کیا مسلمان شوہر نے اپنی بیوی کے اور مسلمان بیوی نے اپنے شوہر کے حقوق ادا کئے؟ کیا آپ کو مسائل کا علم ہے؟ تفصیلی علم تو بڑی چیز ہے، یہ علماء کا کام ہے لیکن کیا آپ کو موٹی موٹی باتیں بھی معلوم ہیں، یہ ہمارا طرزِ عمل اس قانون کے معاملہ میں ہے، اس کی ہماری نظر میں (معاذ اللہ) پرِکاہ کے برابر بھی قیمت نہیں، ہم ایک ادنیٰ مفاد کے لئے ادنیٰ درجہ کے فائدہ اور راحت کے لئے اس قانون کو پامال کرتے ہیں، اس قانون کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں تو ہمیں دوسروں سے کیا شکوہ؟

آج میں اس مجمع عظیم کو ایمانی زبان، قرآنی زبان میں خطاب کرتا ہوں، آپ کی عملی زندگی کا محاسبہ کر رہا ہوں، آپ خود دیکھئے کہ آپ اس قانون کا کتنا احترام کرتے ہیں، اس پر خاندانی روایات کو اور رسم و رواج کو کتنی ترجیح دیتے ہیں؟ اس پر اس کا اضافہ کیجئے جو آپ نے اپنے ہم وطنوں سے سیکھا ہے، جہیز کا بڑھا چڑھا مطالبہ ہم میں کہاں سے آیا؟ اس کو کسی نام سے یاد کیا جاتا ہو، یہ چیز کہاں سے آئی؟ مکہ مدینہ حرمین شریفین سے آئی ہے، قرآن مجید کے راستے سے آئی، یہ لعنت کہاں سے آئی؟ جب آپ اس کو قبول کرتے ہیں تو اللہ بطور سزا کے آپ کی غیرت ملّی کو، آپ کے وجود ملّی کو بار بار نشانہ بنا تا ہے۔

ایک ایسا آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے، اور جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علّام الغیوب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں انسانوں کے قلوب ہیں، وہ ہمیشہ جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے، اس کو اپنے گناہ کا نتیجہ سمجھتا ہے، قرآن شریف میں صاف صاف ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ	تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ
فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ	تمہارے ہاتھوں کی لائی ہوئی
وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝	ہوتی ہے، وہ تمہارے عمل کا
(سورۃ الشوریٰ ۔ ۳۰)	نتیجہ ہوتا ہے، (یہ بھی ایسی

حالت میں ہے) کہ اللہ تعالے
بہت کچھ عفو و درگزر سے کام
لیتا ہے۔

ورنہ قرآن میں یہ بھی ہے:۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝
(سورۃ فاطر۔ ۴۵)

اگر اللہ تعالے پکڑنے لگے انسانوں کو ان کے عملوں پر تو سطح زمین پر کوئی چلنے والی اور رینگنے والی چیز باقی نہ رہے، لیکن وہ ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیئے جاتا ہے، سو جب ان کا وقت آجائے گا (تو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا) خدا تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

بہت کچھ معاف کر دینے کے بعد اور درگزر کرنے کے بعد بھی معصیت کا، قانون شکنی کا اثر ظاہر ہوتا ہے، تو ہم جس بات کی شکایت کرتے ہیں (اور بجا طور پر شکایت کرتے ہیں) میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں اور یہ بھی ایک ڈنکا ہی ہے، ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ ہم لوگ (شرعی قانون میں

قانون سازی کے ذریعہ مداخلت کی) جو شکایت کرتے ہیں، وہ شکایت بجا ہے، ہم شکایت کرتے رہیں گے، اور شکایت کرنا ہمارا حق ہے، ایک جمہوری ملک میں جہاں قانون چلتا ہو، جہاں ہر شہری کو برابر کا حق دیا گیا ہو، وہاں ہر شہری کو اور شہریوں کی ہر تنظیم کو اور آبادی کے ہر عنصر کے نمائندوں کو یہ حق ہے کہ پارلیمنٹ (ایوان قانون ساز) میں، اپنے قومی عوامی جلسوں میں، اپنی مجلسوں میں اور اخباروں کے کالموں میں، وہ اس بات کی شکایت کریں کہ ہمارا فلاں حق نہیں مل رہا ہے، ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے، کوئی ملک جس کی جمہوریت پر بنیاد ہو، جو جمہوری ہو، اس کے بغیر نہیں چل سکتا، حقیقت پسند حکومتیں اس بات کا اہتمام کرتی ہیں کہ ان کے ایوان قانون ساز میں ایک حزب مخالف رہے، ایک اپوزیشن پارٹی ہو، تاکہ اس کے ذریعہ حکومت کو اپنی خامیاں معلوم ہوتی رہیں، اور اس کو ملک کی آبادی کو زیادہ مطمئن کرنے اور مطمئن رکھنے کا موقعہ ملتا رہے، اس لئے ہم اپنی حکومت سے شکایت کریں گے اور سَو بار کریں گے، اور اس کو اس پر فخر ہونا چاہئے کہ ہمارے ملک میں شکایت کرنے کا حق ہے، یہ حق سلب نہیں کیا گیا ہے، ہمیں اپنی آواز بلند کرنے کا حق ہے، ہم اسی میں ملک کی فلاح سمجھتے ہیں، وہ ملک خطرہ میں ہے، جہاں زبان بندی کا قانون نافذ کیا جائے، جہاں کسی کو کراہنے اور آہ کرنے کی اجازت نہ ہو، اس لئے ہمارے اس ملک کا یہ افتخار، ہمارے اس ملک کی یہ خصوصیت،

باقی رہنی چاہیئے، ہم ہمیشہ اپنے آئین ساز بھائیوں سے اور ارکانِ حکومت سے، انتظامیہ ADMINISTRATION اور حکمراں جماعت سے شکایت کریں گے۔

لیکن جب ہم اہل حکومت اور برادران وطن سے شکایت کرتے ہیں تو ہمیں آپ سے شکایت کرنے کا حق کیوں نہ ہو؟ ان سے شکایت کریں گے اور ان کا دامن پکڑیں گے، لیکن آپ کا گریبان پکڑ لیں گے، اور وہ ہاتھ ہمارا ہاتھ نہیں ہوگا، وہ دینی احتساب کا ہاتھ ہوگا، وہ شریعت کا ہاتھ ہوگا جو آپ کا گریبان پکڑے گا، اور کہے گا کہ پہلے تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم اس قانون پر کتنا چلتے ہو، تمھاری نگاہوں میں اس قانون کی کتنی حرمت ہے؟ تم جہاں اس قانون کو چلا سکتے ہو وہاں چلا رہے ہو کہ نہیں؟ تم تو اپنے گھروں میں اس قانون کو نہ چلاؤ اور حکومت سے مطالبہ کرو کہ وہ تمھارے قانون کو چلائے، اس کا احترام کرے۔

میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں، یہاں سے یہ عہد کر کے جایئے کہ اب قانون شریعت پر آپ چلیں گے، یہ جہیز کی کیا مصیبت ہے؟ لڑکے والوں کی طرف سے مطالبات کی ایک لمبی چوڑی فہرست پیش ہوتی ہے، شرائط پیش کئے جاتے ہیں، ان کے پورا نہ ہونے پر یہ معصوم لڑکیاں جلا دی جاتی ہیں، ملک میں سیکڑوں واقعات پیش آتے ہیں، صرف دہلی میں ہر بارہ گھنٹے پر

ایک نئی بیاہی دلھن کو جلا کر مار ڈالا جاتا ہے[1]، کیا اس کائنات کے خالق اور نوعِ انسانی کے مُربّی (جس کی مخلوق مرد و عورت دونوں ہیں) کو یہ چیز گوارا ہو سکتی ہے؟ کیا اس ظلم کے ساتھ کوئی ملک کوئی معاشرہ پنپ سکتا ہے، خدا کی رحمت و نصرت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ آپ رحمۃ للعالمین کی امّت ہیں، آپ کے ہوتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کی ہمت نہیں ہونی چاہیے تھی، میں نے دہلی کے ایک جلسہ میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (سورۃ الانفال ۔ ۳۳)	اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انھیں عذاب دیتا، اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انھیں عذاب دے۔

رحمۃ للعالمین کا وجود موجود ہے، آج رحمۃ للعالمین ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن رحمۃ للعالمین کی امت موجود ہے، آپ رحمۃ للعالمین کی امت ہیں، آپ کے ہوتے ہوئے ہندوستانی سماج میں، ہندوستانی معاشرہ اور

---

[1] قومی آواز دہلی ۔ ۱۰ر جون ۱۹۸۴ء

سوسائٹی میں یہ ظلم ہو، اس کو عقل قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، آپ کے ہوتے ہوئے بھی یہ نہیں ہونا چاہئے تھا، چہ جائیکہ آپ کے ہاتھوں ہو، عہد کیجئے کہ آپ اسلامی طریقہ پر شریفانہ انسانی طریقہ پر، شادی کا پیام دیں گے، آپ لڑکی مانگیں گے، اپنے لئے رفیقۂ حیات کی تلاش کریں گے، بیٹے کے لئے پیام دینگے جہیز کے لئے آپ کے بڑے بڑے چڑھے مطالبات نہیں ہوں گے کہ ہمیں یہ یہ ملنا چاہئے، وہ ملنا چاہئے، لڑکوں کو اور ان کے وارثوں اور بزرگوں کو اس کا عہد کرنا چاہئے کہ ہم اپنے یہاں تو کیا، ہم اس ملک سے اس رسم کو ختم کریں گے۔

ایسا ہی ترکہ شرعی طریقہ پر تقسیم ہونا چاہئے، نکاح شرعی طریقہ پر ہونا چاہئے اور عورتوں کی، بیویوں کی تعداد وہی ہونی چاہئے جو شریعت میں بیان کی گئی ہے، طلاق کا مسنون طریقہ معلوم کرنا چاہئے، مسنون اور افضل طریقہ کیا ہے؟ پھر اس کے بعد فقہی طلاق جس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس کو سمجھنا چاہئے کہ طلاق رجعی کیا ہوتی ہے؟ طلاق بائن و مغلّظہ کیا ہوتی ہے؟ پھر اس میں طلاق کو آپ یہ سمجھیں کہ طلاق ابغض المباحات ہے، خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جائز ہے لیکن آخری درجہ کی چیز ہے، بڑی مجبوری کی چیز ہے، جو اپنے کو حرام چیزوں سے اور زندگی کو تلخ بننے سے بچانے کے لئے بہت مجبوری سے دل پر پتھر رکھ کر اختیار کی جاتی ہے، یہ نہیں کہ طلاق ایک فیشن ہو گیا ہے، جو لوگ مسلمانوں کو یہ طعنہ دیتے ہیں اس میں تھوڑی سی ہماری کوتاہی

کو بھی دخل ہے، جتنا طعنہ دیتے ہیں، اتنے کے مستحق تو ہم ہرگز نہیں ہیں،[1] ہم جانتے ہیں کہ یورپ میں کیا ہوتا ہے؟ وہاں کا معاشرہ کس طرح برباد ہو رہا ہے، وہاں ساری عمر ناجائز طریقہ پر جنسی تعلق قائم رکھنا جائز ہے، کوئی اس کو نہیں ٹوکتا، لیکن طلاق دینا معیوب ہے، اور اس میں ہزار دقتیں ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہم اپنے قانون سے ہرگز شرمندہ نہیں، ہم اس کے ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہیں، ہمارے علماء نے اس پر ایک کتب خانہ تیار کر دیا ہے "مجلس تحقیقات و نشریات اسلام"[2] ندوۃ العلماء لکھنؤ، امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ اور مسلم پرسنل لا بورڈ کا مرکزی دفتر واقع مونگیر برابر لٹریچر شائع کرتا رہتا ہے، عربی میں تو پوچھنا ہی کیا، اس میں علامہ عباس محمود العقاد، ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی کی عورتوں کے حقوق پر اور اسلام میں عورتوں کے درجہ پر ایسی معرکۃ الآراء کتابیں نکل چکی ہیں، جن کی مثال نہیں مل سکتی، اور اس کے علاوہ بھی انگریزی میں اور مغربی زبانوں میں کام ہوا ہے، کوئی شخص ہم سے آنکھیں ملا کر کہدے کہ اسلام کا عائلی قانون ظالمانہ ہے، ہم اس سے

---

[1] مسلمانوں میں طلاق کی شرح وہ نہیں ہے جو بیان کی جاتی ہے، اس میں مبالغہ اور رنگ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے، پھر بھی تھوڑی سی بے اعتدالی ضرور ہے۔

[2] ACADEMY OF ISLAMIC RESEARCH & PUBLICATIONS NADWATUL-ULAMA-LUCKNOW

پوچھیں گے کہ اس نے کیا پڑھا ہے؟ اس نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں، کتنا وقت صرف کیا ہے محمڈن لا کے مطالعہ میں؟ ہم اس کا امتحان لیں گے، ہم اس کو بغیر امتحان لئے نہ چھوڑیں گے، ہم پوچھیں گے کہ تم طلاق کو کیا جانتے ہو؟ تم ترکہ کے متعلق کتنا جانتے ہو؟ اس لئے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ جو چاہا وہ منھ سے نکال دیا، یہ پریس کا زمانہ ہے، یہ ابلاغِ عامہ کے ذرائع کا زمانہ ہے، دنیا میں کوئی آدمی کہیں الگ تھلگ نہیں رہتا ہے، ساری دنیا گھر آنگن بنی ہوئی ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ یورپ میں کیا ہو رہا ہے، امریکہ میں کیا ہو رہا ہے، اب علماء بھی ایسے نہیں رہے کہ آپ ان سے کہئے کہ آپ جانتے نہیں زمانہ کدھر جا رہا ہے، آج علماء بیسیوں جدید تعلیم یافتہ حضرات سے زیادہ جانتے ہیں کہ زمانہ کدھر جا رہا ہے، معترضین آئیں ہم سے باتیں کریں، اپنا عائلی قانون سامنے رکھیں، اور یورپ و امریکہ کا ترقی یافتہ سے زیادہ ترقی یافتہ قانون سامنے رکھیں، اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ آپ جس سے چاہیں کہہ دیں کہ آپ جانتے نہیں ہیں، اگر کوئی کہیگا، تو ہم اس کا امتحان لیں گے کہ آپ کو کہنے کا حق ہے کہ نہیں، آپ (QUALIFIDE) ہیں کہ نہیں، اس کے بعد پھر ہم آپ کی بات توجہ سے سنیں گے۔

تو بھائیو! ہم اپنے قانون سے ہرگز شرمندہ نہیں، ہم یہاں نہیں بلکہ واشنگٹن میں، پیرس میں، لندن میں، نیویارک میں، آپ کہیں سیمینار منعقد کریں،

۱۹۵۱ء میں پیرس میں وہاں کی جامعات (UNIVERSITIES) اور فضلاء
وماہرین قانون کے زیراہتمام فقہ اسلامی کا ہفتہ منایا گیا، اس میں مشرق وسطی
کے فاضل ترین علماء وماہرین قانون اور پروفیسر صاحبان بھی مدعو کئے گئے،
وہاں کے بڑے بڑے جیورسٹ، بڑے بڑے قانون دانوں نے اور اعلیٰ درجہ
کے پروفیسروں نے برملا کہا کہ اسلامی فقہ ہمارے قانون سے زندگی کے بہت سے
شعبوں میں ابھی بہت آگے ہے، انھوں نے کہا کہ فلاں چیز میں حنفی قانون تک
ابھی ہم نہیں پہونچے، اور فلاں شعبہ میں حنبلی فقہ کو ہم نہیں پہونچے، معاملات
میں، بیوع میں، ملکیت کے معاملہ میں، شہادت کے مسائل میں فلاں فقہ تک
ہم ابھی تک نہیں پہونچ سکے، ۱۸۵۷ء کے کچھ بعد کے زمانہ میں، (جب علی گڑھ میں
M.A.O. کالج قائم ہوا تھا) سمجھا جاتا تھا کہ دین کی نمائندگی کرنے والے دنیا
سے بے خبر ہیں، اب سب پردے اٹھ چکے ہیں، اب سب کو سب کا کچا چٹھا معلوم
ہے، ہمارے اسی مجمع میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ایک بار نہیں، پانچ پانچ بار
اور دس دس بار یورپ جا چکے ہوں گے، ہم احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہیں،
ہم فخر کرتے ہیں، اللہ کا شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسے اعلیٰ درجہ کے
قانون سے نوازا ہے۔

حضرات! اسی لہجہ میں اور اسی خود اعتمادی کے ساتھ ہم اپنے غیر مسلم فاضل
بھائیوں سے بات کریں گے، لیکن ہم آپ سے دوسرے لہجہ میں بات کریں گے،

آپ ہمارے بھائی ہیں، آپ کا ہم پر حق ہے، ہمارا آپ پر حق ہے، آج آپ نے ہمارے پیچھے نماز پڑھی ہے تو آپ ہماری بات بھی سنئے اور غور کیجئے کہ آپ اپنے گھروں میں، اپنی عائلی زندگی میں اس قانون پر کتنا عمل کرتے ہیں، آپ اس قانون کو توڑیں اور دوسروں سے کہیں کہ وہ جوڑیں، یہ انصاف کی بات نہیں، ان سے ہم نہیں کہیں گے کہ ہمارے مسلمان توڑتے ہیں، یہ ہم آپ سے کہیں گے، حقیقت حقیقت ہے، صداقت صداقت ہے، ضرورت ضرورت ہے۔

میرے بھائیو! آپ مجھے معاف کریں، میرے آپ کے صوبہ سے بہت قریبی تعلقات ہیں، میرے بزرگوں نے آپ کے خطّہ کا دورہ کیا ہے، یہاں انھوں نے اپنا پسینہ بہایا ہے، یہ وہ کلکتہ شہر ہے جب حضرت سید احمد شہیدؒ کا قافلہ یہاں آیا[1] تو یہاں کے شراب کے ٹھیکیداروں نے سرکار انگریزی کو جس کا کلکتہ کیپٹل اور سیاسی مرکز تھا، درخواستیں گزاریں کہ جب سے یہ قافلہ آیا ہے اس وقت سے ایک آدمی بھول کر بھی ہمارے شراب خانوں میں نہیں آیا، ہم ٹیکس نہیں ادا کر سکتے، حکومت نے اس سلسلہ میں

---

[1] ۱۲۳۶ھ ۱۸۲۱ء کا واقعہ ہے، قافلہ میں جو دریائے گنگا کے راستہ سے دریائی شہروں اور قصبات میں تبلیغ و دعوت کا کام کرتا ہوا، تین ۳ مہینے سے زائد مدّت میں کلکتہ پہونچا تھا، سات سو ۷۰۰ کے قریب آدمی تھے، جو کلکتہ سے حج کے لئے روانہ ہوتے آئے تھے، تین مہینے اس مبارک قافلہ کا قیام کلکتہ میں رہا۔

تحقیقات کیں، معلوم ہوا کہ واقعی جب سے شمالی ہند کی طرف سے یہ قافلہ آیا ہے اس وقت سے لوگوں نے شرابیں چھوڑ دی ہیں، ہزاروں، لاکھوں آدمیوں نے توبہ کر لی ہے، اور ان شراب خانوں کی بکری بند ہو گئی ہے، تو کہا گیا کہ اچھا اس وقت ادا نہ کرو، لیکن قافلہ کے جانے کے بعد ہم پھر دیکھیں گے کہ اگر اس کے بعد بھی مسلمان شراب نہیں لیتے، نہیں پیتے تو ہم معاف کر دیں گے، ورنہ تمھیں دینا پڑے گا، سید صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو معلوم ہوا کہ بہت سے لوگوں نے بغیر نکاح کے عورتوں کو اپنے گھروں میں بٹھا رکھا ہے تو ایک مستقل کام یہ تھا کہ نکاح پڑھائے جاتے تھے، اور توبہ کرائی جاتی تھی، اور ازدواجی تعلقات شرعی طریقہ پر قائم ہوتے تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سی جگہ نکاحی عورتوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے، جس کے دل میں جتنا آتا ہے، عورتوں کو اپنے گھروں میں ڈال لیتا ہے، شرعی پردہ کا رواج بھی بہت کم ہے یہ کمزوریاں مختلف علاقوں میں تھیں، ہمارے مصلحین شریعت کے نمائندے اس کے خلاف صف آرا ہوئے، اور کوششیں کیں[۱]، آج پھر مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذریعہ ہم اس بات کا مطالبہ کریں گے کہ تمام غیر شرعی رسوم، جاہلیت کی تمام رسمیں اور خاص طور پر یہ کہ ہم نے بجائے اپنے برادران وطن کو اسلام کی نعمت اور اس کا تحفہ دینے کے ہم نے ان کی جو کمزوریاں ان سے لی ہیں،،

---

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سیرت سید احمد شہیدؒ" جلد اول ص ۳۱۵ - ۳۲۰

ان کمزوریوں کو واپس کریں، ان سے کہیں کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجیے، آپ کے یہاں بیوائیں کس حال میں زندگی گزار رہی ہیں، آپ کے یہاں نکاح ثانی نہیں ہے، آپ کے یہاں ترکہ نہیں ہے، آپ کے یہاں عورت کو ملکیت کے حقوق حاصل نہیں ہیں، اور آپ ہم سے کہتے ہیں کہ تمھارا قانون ظالمانہ ہے، تم اپنے قانون کی اصلاح کرو۔

حضرات! میری تقریر بہت لمبی ہوگئی، لیکن میں آپ کو داد اور شاباشی دیتا ہوں کہ آج پہلی مرتبہ میں نے یہ دیکھا کہ نماز کے بعد مجمع پھر آگیا، اور اسی طریقہ سے بیٹھا، یہ ایک تاریخی ریکارڈ ہے، میں آپ کی، بنگال کے مسلمانوں کی، کلکتہ کے مسلمانوں کی تعریف کرتا ہوں کہ آپ پھر نماز پڑھ کر ایسے آگئے، جیسے آپ گئے ہی نہیں تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے اس جذبہ کو اور آپ کے اس دین کے شوق کو قائم رکھے، لیکن مبارک ہوگا یہ جلسہ، تاریخ ساز ہوگا یہ جلسہ، اور ساری محنتیں وصول ہیں آنے والوں کی، بلانے والوں کی، اور خرچ کرنے والوں کی، اگر آپ یہ طے کرلیں کہ خلاف شرع رسمیں اب ہمارے گھر میں نہیں رہیں گی، اور ہم شریعت کے قوانین پر چلیں گے، تو پھر دیکھئے گا، کہ آسمان سے برکتیں نازل ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ دلوں میں انقلاب پیدا کردے گا، آپ کے قانون میں مداخلت کی کوئی آواز نہیں اٹھے گی لیکن جب تک کمزوری خود ہمارے یہاں ہے، آواز اٹھتی رہے گی، اس آواز کے

اٹھنے کا جواز نہیں، میں صاف کہتا ہوں، ہم اگر کچھ بھی کریں جب بھی کسی جمہوری ملک میں اس کا جواز نہیں کہ ہمارے بنیادی اور مذہبی حقوق پر دست درازی کی جائے، لیکن آپ کو خود اپنی اصلاح پہلے کرنی چاہیئے، اصلاح گھر سے شروع ہوتی ہے، میں ان الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمین
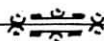
مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کا "مسلم پرسنل لا" کے موضوع پر ایک اہم رسالہ

مسلم پرسنل لا کی صحیح نوعیت و اہمیت

جس میں مسئلہ کے اصولی و بنیادی پہلو آگئے ہیں اور مسلم پرسنل لا کے متعلق غلط فہمیوں کا پس منظر اور ان کی نفسیاتی، الٰہی و آسمانی قانون اور دنیوی و انسانی قانون کے درمیان نازک فرق اور یکساں سول کوڈ کے ملکی اتحاد کی راہ میں غیر مؤثر و غیر منطقی ہونے کی وضاحت ایسے دلنشیں انداز میں ہو گئی ہے جس سے نہ صرف حقیقت پسند غیر مسلم حضرات بلکہ خود مسلمانوں کو بھی اس مسئلے کے بارے میں صحیح روشنی اور رہنمائی حاصل ہو سکے گی۔

مسئلہ کی حقیقت پسندانہ اور منصفانہ جائزہ و تجزیہ۔ مسلمانوں کے لئے مسئلہ کی تشریح و تفہیم۔ نیز ملک کے دانشور اور انصاف پسند طبقے کو دعوتِ فکر۔

معیاری کتابت آفسٹ طباعت قیمت اردو ایک روپیہ۔ انگریزی ایڈیشن دو روپے

ملنے کے پتے

آفس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔ خانقاہ رحمانیہ۔ مونگیر (بہار)

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹۔ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)